# ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 22 فروری 1965

**سٹیٹ آف بمبئی (اب مہاراشٹرا)**

**بنام**

**نارول لطیف خان**

**[پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، رگھوبردیال اور وی راماسوامی، جسٹسز]**

**محکمانہ جانچ- فرد جرم شدہ افسر زبانی ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے- اس بنیاد پر اس طرح کے ثبوت ریکارڈ کرنے سے انکار کرنا کہ افسر کے خلاف مقدمہ صرف دستاویزات پر منحصر ہے- اس طرح کا انکار کیا مناسب موقع سے انکار کے مترادف ہے- سول سروس (درجہ بندی، کنٹرول اور اپیل) قواعد قاعدہ 55-آئین ہند، آرٹیکل 311(2)۔**

درخواست گزار جو ریاستی حکومت کی خدمت میں تھا نے لمبی چھٹی کی درخواست کی جسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے دس دن کی چھٹی مانگی جو منظور کر لی گئی۔ چھٹی کی مدت ختم ہونے پر وہ اس بنیاد پر ڈیوٹی پر نہیں آئے کہ وہ شدید بیمار ہیں۔ حکومت نے درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے خلاف محکمانہ تحقیقات شروع کر دی۔ مدعا علیہ اپنی درخواست کی حمایت میں زبانی ثبوت پیش کرنا چاہتا تھا جس میں اس کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں کے ثبوت بھی شامل تھے، لیکن تفتیشی افسر نے اس بنیاد پر زبانی ثبوت ریکارڈ کرنے سے انکار کر دیا کہ اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ صرف دستاویزات پر منحصر ہے اور اس لئے کسی زبانی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ جانچ افسر کی رپورٹ پر ریاستی حکومت نے مدعا علیہ کی لازمی ریٹائرمنٹ کا حکم دیا۔ مؤخر الذکر نے ایک مقدمہ دائر کیا جس میں انہوں نے دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ دعوی کیا کہ آرٹیکل 311 کی آئینی شق کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ٹرائل جج نے ان کے خلاف فیصلہ سنایا لیکن ہائی کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دیا۔ ریاستی حکومت نے سرٹیفکیٹ کے ساتھ سپریم کورٹ میں اپیل کی۔

عدالت کو جس مختصر سوال کا جواب دینا تھا وہ یہ تھا کہ کیا تفتیشی افسر پر لازم ہے کہ وہ مدعاعلیہ کو زبانی ثبوت پیش کرنے اور اپنے ڈاکٹروں کا معائنہ کرنے کا معقول موقع دے۔

حکم ہوا کہ: (i) سول سروس (درجہ بندی، کنٹرول اور اپیل) رولز 55 میں کہا گیا ہے کہ فرد جرم شدہ افسر چاہے یا متعلقہ اتھارٹی زبانی جانچ کرے۔ یہ شق لازمی ہے اور قدرتی انصاف اور منصفانہ طریقے پر مبنی ہے۔ لہٰذا جب مدعاعلیہ نے تفتیشی افسر کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنی درخواست کی حمایت میں ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے تو جانچ افسر پر لازم تھا کہ وہ اس طرح کے زبانی ثبوت ریکارڈ کرنے کے لئے ایک تاریخ طے کرے اور اس سلسلے میں مدعاعلیہ کو مناسب اطلاع دے۔[143 D-F]

(ii) اگرچہ ایک تفتیشی افسر جانچ کو اس طرح انجام دینے میں حق بجانب ہوگا کہ اس کی کارروائی کو غیر ضروری یا جان بوجھ کر طول دینے کی اجازت نہ دی جائے، لیکن اس دلیل کو قبول کرنا ناممکن ہوگا کہ فرد جرم شدہ افسر زبانی ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے تو تفتیشی افسر یہ کہہ سکتا ہے کہ افسر کے خلاف الزامات کے پیش نظر وہ کوئی زبانی جانچ نہیں کرے گا۔ [143 H]

(iii) موجودہ کیس میں مدعاعلیہ جن گواہوں سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا، انہوں نے بلاشبہ متعلقہ ثبوت پیش کیے ہوں گے۔ وہ اپنے ڈاکٹروں کا معائنہ کرنا چاہتا تھا لیکن تفتیشی افسر اسے ایسا کرنے کا موقع دینے میں ناکام رہا۔ یہ متعارف کرایا گیا کہ پوری جانچ ایک مہلک واقعہ ہے کیونکہ مدعاعلیہ کو آرٹیکل 311(2) کے اجلاس میں اپنا دفاع کرنے کا معقول موقع نہیں دیا گیا تھا۔ اس لئے ریاستی حکومت کی اپیل کو خارج کرنا پڑا۔[144 A,C]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 1040/63۔

درخواست گزار کی طرف سے اٹارنی جنرل سی کے دپتری، ایم ایس کے شاستری اور آر ایچ ڈھیبر شامل ہیں۔

جواب دہندہ کی طرف سے سی بی اگروال اور اے جی رتنا پارکھی۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس گجیندر گڈکر نے سنایا۔

گجیندر گڈکر، چیف جسٹس:۔ اس اپیل میں قانون کا مختصر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا درخواست گزار ریاست بمبئی (اب مہاراشٹرا) یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کی پیشرو ریاست

مدھیہ پردیش (جسے بعد میں حکومت کہا جاتا ہے) نے مدعاعلیہ نارول لطیف خان کو سول سروس ریگولیشنز کے آرٹیکل 353 کے تحت 6 جون 1952 کو لازمی طور پر ریٹائر کرنے کا حتمی حکم جاری کرنے سے پہلے اپنا دفاع کرنے کا معقول موقع دیا تھا۔اس حکم کے ذریعہ مدعا علیہ کو لازمی طور پر ریٹائر کر دیا گیا تھا اور آرٹیکل 353 میں نرمی کرتے ہوئے حکومت نے مدعاعلیہ کو پنشن کے برابر ہمدردانہ الاؤنس حاصل کرنے کی اجازت دی تھی جو اگر اسے کالعدم قرار دیا جاتا تو اس کے لئے قابل قبول ہوتا۔

اس حکم کو مدعاعلیہ نے ناگپور میں پہلے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے چیلنج کیا تھا۔ مدعاعلیہ نے اپنی درخواست میں الزام عائد کیا کہ جس حکم نامے کے تحت انہیں لازمی طور پر ریٹائر کیا گیا تھا وہ غیر قانونی تھا اور انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ انتہائی غیر قانونی اور غیر فعال ہے۔انہوں نے یہ اعلان بھی مانگا کہ وہ 6 جولائی 1950 کو اس عہدے پر فائز ہونے کے حقدار ہیں اور انہیں تمام تنخواہیں، الاؤنسز، انکریمنٹ اور پروموشنز دی جائیں جن کے وہ حقدار ہوتے اگر انہیں ملازمت جاری رکھنے کی اجازت دی جاتی۔ نتیجے میں، مدعاعلیہ نے مقدمہ کی تاریخ سے وصولی تک 6 فیصد سالانہ شرح سود کے ساتھ روپے 62،237 کا ڈگری مانگی۔

اس دعوے کی اپیل کنندہ نے کئی بنیادوں پر مخالفت کی تھی۔ تاہم درخواست گزار نے مدعا علیہ کے دعوے کو چیلنج کرنے کی بنیادی بنیاد یہ تھی کہ اسے اپنا دفاع کرنے کا معقول موقع دیا گیا تھا اور اس لیے مذکورہ حکم مکمل طور پر درست اور قانونی تھا۔اپیل کنندہ کی طرف سے کئی دیگر درخواستیں بھی اٹھائی گئیں۔ان درخواستوں پر فاضل ٹرائل جج نے مناسب معاملات طے کیے۔تاہم، موجودہ اپیل میں ہم جس مسئلے پر فکر مند ہیں، وہ اس سوال کے گرد مرکوز ہے کہ آیا آرٹیکل 311 کے ذریعہ مدعاعلیہ کو تحفظ فراہم کرنے والی آئینی شق کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ٹرائل جج نے اس معاملے پر مدعاعلیہ کے خلاف فیصلہ سنایا۔انہوں نے دیگر معاملات پر بھی اپنے نتائج ریکارڈ کیے جن سے ہمیں موجودہ اپیل میں براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ مدعاعلیہ کی جانب سے کیے گئے رقم کے دعوے کے حوالے سے فاضل جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر وہ اس طرح کے سہولیت کا حقدار پایا جاتا ہے تو اس کے حق میں 37،237 روپے کا ڈگری جاری کرنا پڑ سکتا ہے۔ان کے اس نتیجے کے پیش نظر کہ مذکورہ

حکم درست تھا، مدعا علیہ کے حق میں اس طرح کا حکم دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا مدعا علیہ کا مقدمہ ناکام ہو گیا اور اسے خارج کر دیا گیا۔

اس کے بعد مدعا علیہ نے اس معاملے کو بمبئی، ناگپور بنچ میں ہائی کورٹ آف جسٹس کے سامنے اپیل میں لے گئے۔ ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ درخواست گزار نے مدعا علیہ کے خلاف حکم جاری کرنے سے پہلے آرٹیکل 311 کے تحت طے شدہ آئینی دفعات کی تعمیل نہیں کی ہے۔ اس میں پایا گیا ہے کہ جو محکمانہ جانچ کی گئی تھی وہ اس سنگین کمزوری کا شکار تھی کہ تفتیشی افسر نے زبانی جانچ نہیں کی اور مدعا علیہ کو اپنے زبانی ثبوت پیش کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ درخواست گزار کی جانب سے مدعا علیہ کو دیا گیا دوسرا نوٹس جس میں اس سے کہا گیا تھا کہ تفتیشی افسر کی طرف سے پیش کی گئی رپورٹ کو قبول کیوں نہیں کیا جانا چاہئے اور اسے مناسب سزا نہیں دی جانی چاہئے، ناقص تھا، اور اس نے بھی مذکورہ حکم کو غیر قانونی بنا دیا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مذکورہ حکم سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ نے اپیل کنندہ کے ذریعہ جاری کردہ دوسرے نوٹس کے جواب میں مدعا علیہ کی طرف سے پیش کردہ وضاحت کو مدنظر رکھا تھا۔ ان نتائج کے نتیجے میں ہائی کورٹ نے مرکزی سوال پر ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو پلٹ دیا ہے اور پایا ہے کہ مذکورہ حکم غیر قانونی اور غیر فعال ہے۔ اس نقطہ نظر پر، ہائی کورٹ نے مدعا علیہ کے ذریعہ کیے گئے پیسے کے دعوے پر غور کیا، اور اس نے ٹرائل کورٹ کے اس نتیجے کی تصدیق کی کہ مدعا علیہ 37،237 روپے کے ڈگری کا حقدار ہوگا۔ دراصل ٹرائل کورٹ کی جانب سے درج کیے گئے متبادل نتائج پر ہائی کورٹ کے سامنے سوال نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اگر مدعا علیہ اس حکم کی صداقت کو چیلنج کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ کس رقم کا حقدار ہوگا۔ نتیجتاً ہائی کورٹ نے اپیل منظور کرتے ہوئے درخواست کے پیراگراف 31 کی درخواست (A) کی روشنی میں مدعا علیہ کے حق میں 37,237 روپے کا منی آرڈر جاری کیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے ہائی کورٹ سے سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور مذکورہ سرٹیفکیٹ کے ساتھ ہی موجودہ اپیل کو اس عدالت کے سامنے لایا ہے۔ اس طرح ہمارے فیصلے کا بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا درخواست گزار نے مذکورہ حکم جاری کرنے سے پہلے آرٹیکل 311 کے ذریعہ طے کردہ آئینی شق کی تعمیل کی ہے۔

اس مرحلے پر، کچھ مادی حقائق کا حوالہ دینا مناسب ہو سکتا ہے. مدعاعلیہ کو 1926 میں ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر کے طور پر مقرر کیا گیا تھا اور تب سے وہ اس وقت کی مدھیہ پردیش حکومت کی ریاستی سروس میں مختلف عہدوں پر فائز تھا۔ 1950ء میں وہ ناگپور میں ٹریژری آفیسر کے عہدے پر فائز تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک سال سے زیادہ کی استحقاق کی چھٹی ان کی وجہ سے تھی اور انہوں نے چار ماہ کی استحقاق کی چھٹی کے لئے درخواست دی تھی۔ 12 جون 1950ء کو حکومت نے انہیں بتایا کہ ان کی چھٹی کی درخواست مسترد کر دی گئی ہے اور انہیں بتایا گیا کہ مستقبل میں چھٹی کی مزید درخواست پر غور نہیں کیا جائے گا۔ 7 جولائی 1950 کو مدعاعلیہ دو دن کی عارضی چھٹی پر چلے گئے اور 8 جولائی 1950 کو انہوں نے طبّی بنیادوں پر چار ماہ کی چھٹی کے لئے اپنی درخواست کی تجدید کی۔ اس درخواست کے ساتھ ڈاکٹر ڈانگے کی طرف سے دیا گیا سرٹیفکیٹ بھی تھا۔ اس لئے حکومت نے مدعاعلیہ کی جانچ کے لئے ایک میڈیکل بورڈ تشکیل دینے کا فیصلہ کیا تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ آیا اسے طبّی بنیادوں پر چھٹی دی جانی چاہئے یا نہیں۔ اس کے مطابق مدعاعلیہ 22 جولائی 1950 کو خصوصی میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہوا۔ تاہم میڈیکل بورڈ اس فیصلے پر نہیں پہنچ سکا کہ آیا مدعاعلیہ کو طبّی بنیادوں پر چار ماہ کی چھٹی دی جائے یا نہیں۔ اس نے سفارش کی کہ مدعاعلیہ کو نگرانی اور جانچ کے لئے خود کو ناگپور کے میو اسپتال میں داخل کرانا چاہئے۔ اس رپورٹ کے مطابق حکومت نے مدعاعلیہ سے کہا کہ وہ وقت پر میو اسپتال میں داخل ہو جائے تاکہ بورڈ 8 اگست 1950 کو اس کا معائنہ کر سکے۔ مدعاعلیہ نے میو اسپتال جانے سے انکار کر دیا اور دباؤ ڈالا کہ اسے ماہرین سے طبّی علاج کے لیے کلکتہ جانے کی اجازت دی جائے۔ ایسا لگتا ہے کہ 26 جولائی 1950 کو مدعاعلیہ کو رائے پور سے ایک ٹیلی گرام موصول ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ ان کی بیٹی وہاں خطرناک حد تک بیمار ہے۔ لہٰذا انہوں نے اسی دن ایک اور درخواست کی کہ انہیں رائے پور جانے اور اپنی بیمار بیٹی کو دیکھنے کے لیے دس دن کی چھٹی دی جائے۔ 31 جولائی 1950ء کو حکومت نے مدعاعلیہ کی درخواست منظور کر لی۔ اس کے مطابق، جواب دہندہ رائے پور چلا گیا۔ رائے پور سے انہوں نے طبّی بنیادوں پر چار مہینے کی چھٹی کے لئے اپنی درخواست کی تجدید کی اور ڈاکٹر بھالے راؤ اور ڈاکٹر کشیپ سے سرٹیفکیٹ پیش کیے۔ اس کے نتیجے میں مدعاعلیہ اور حکومت کے درمیان طویل خط و کتابت ہوئی جس سے پتہ چلتا ہے

کہ حکومت نے میڈیکل بورڈ کے سامنے ان کے پیش ہونے پر اصرار کیا اور مدعاعلیہ ناگپور جانے کے لئے تیار نہیں تھے کیونکہ انہوں نے الزام لگایا تھا کہ وہ شدید بیمار ہیں اور ناگپور کا سفر نہیں کر سکتے ہیں۔ آخر کار 9 ستمبر 1950 کو حکومت نے مدعاعلیہ سے کہا کہ وہ مذکورہ خط موصول ہونے کے تین دن کے اندر اپنے فرائض دوبارہ انجام دے اور ایسا نہ کرنے پر اسے بتایا گیا کہ اسے معطل کر دیا جائے گا اور اس کے خلاف محکمانہ تحقیقات شروع کر دی جائیں گی۔ 4 اکتوبر 1950ء کو مدعاعلیہ نے ایک طویل جواب لکھا جس میں انہوں نے اپنے دلائل کو تفصیل سے پیش کیا۔ چونکہ وہ اپنی ذمہ داریاں دوبارہ شروع نہیں کرتے تھے، لہذا حکومت نے انہیں معطل کرنے اور ان کے خلاف محکمانہ جانچ شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ جناب ایس این مہتا، آئی سی ایس، کو جانچ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ 29 نومبر، 1950 کو مسٹر مہتا نے مدعاعلیہ کو لکھا کہ حکومت نے انہیں محکمانہ جانچ کرنے کی ہدایت دی ہے، اور مدعاعلیہ کو 7 دسمبر، 1950 کو صبح 11.00 بجے اپنے دفتر آنے کے لئے کہا۔ حالانکہ، مدعا علیہ ان کے سامنے پیش نہیں ہوئے اور مسٹر مہتا کو لکھا کہ ان کی بیماری کی وجہ سے وہ ان کے سامنے پیش نہیں ہو پا رہے ہیں۔ اس نے ایک بار پھر التجا کی کہ وہ شدید بیمار ہے۔

15 جنوری 1951 کو مسٹر مہتا نے مدعاعلیہ کو قراردادِ فرد جرم عائد کی۔ ان کے خلاف تین الزامات عائد کیے گئے تھے۔ پہلا الزام یہ تھا کہ انہوں نے جان بوجھ کر حکومت کے احکامات کی خلاف ورزی کی تھی جب انہیں نگرانی اور جانچ کے لئے میو اسپتال میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ دوسرا الزام یہ تھا کہ وہ ڈیوٹی پر حاضر ہونے میں ناکام رہے حالانکہ حکومت کی طرف سے انہیں کوئی چھٹی منظور نہیں کی گئی تھی اور حکومت کی طرف سے انہیں خاص طور پر ڈیوٹی پر حاضر ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ تیسرا الزام یہ تھا کہ انہوں نے مسلسل حکومت کے احکامات کی خلاف ورزی کی اور اس طرح انہوں نے خود کو ریاستی سول سروس کے رکن کے طور پر برقرار رکھنے کے لئے نااہل ظاہر کیا۔ متعلقہ الزامات کے تحت ایسے مادی الزامات جن پر مدعاعلیہ کے خلاف بھروسہ کیا گیا تھا، ان کی بھی وضاحت کی گئی تھی۔

حالانکہ، مدعاعلیہ مسٹر مہتا کے سامنے پیش ہونے کے لئے تیار نہیں تھا اور انہوں نے کئی تکنیکی اعتراضات اٹھائے۔ آخر کار انہوں نے اپنا تحریری بیان بھیجا اور تمام الزامات کی تردید کی۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کا معاملہ یہ ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حکومت کی طرف سے جاری

کردہ کسی بھی حکم کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ میو اسپتال میں داخل ہونے کے حوالے سے ان کا کہنا تھا کہ جب انہیں رائے پور میں اپنی بیمار بیٹی کو دیکھنے کے لیے اتفاقی رخصت پر جانے کی اجازت دی گئی تو یہ واضح تھا کہ وہ خود کو میو اسپتال میں داخل نہیں کروا سکتے تھے تاکہ میڈیکل بورڈ 8 اگست 1950 کو ان کا معائنہ کر سکے۔ اس الزام کے سلسلے میں کہ انہوں نے حکومت کے احکامات کو ماننے سے مسلسل انکار کر دیا تھا، ان کا معاملہ یہ تھا کہ وہ خطرناک حد تک بیمار تھے اور انہیں واقعی خدشہ تھا کہ اگر انہوں نے اپنی ڈیوٹی دوبارہ شروع کرنے کے لئے سفر شروع کیا تو وہ مر بھی سکتے ہیں۔ انہوں نے تفتیشی افسر سے درخواست کی کہ انہیں ایک وکیل کے ذریعہ پیش ہونے کی اجازت دی جائے جسے وہ ہدایت دیں گے کہ وہ ان گواہوں سے جرح کریں جن سے حکومت ان کے خلاف پوچھ گچھ کرے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنے ڈاکٹروں کا ثبوت دینا چاہتے ہیں جو متعلقہ وقت پر ان کی بیمار حالت کے بارے میں گواہی دیں گے۔

ایسا لگتا ہے کہ مسٹر مہتا مدعا علیہ کو زیادہ سے زیادہ گنجائش دینا چاہتے تھے اور جب انہیں پتہ چلا کہ مدعا علیہ ان کے سامنے ذاتی طور پر پیش نہیں ہو رہے ہیں تو انہوں نے درحقیقت 21 ستمبر 1951 کو رائے پور میں سماعت کے لئے ایک تاریخ مقرر کی جہاں وہ کیمپ لگائے ہوئے تھے۔ اس تاریخ کو مدعا علیہ مسٹر مہتا کے سامنے پیش ہوا اور مسٹر مہتا نے نوٹ کیا کہ اس تاریخ میں کیا ہوا تھا۔ نوٹ سے پتہ چلتا ہے کہ "مدعا علیہ کے ساتھ پورے معاملے پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔ ان کی عرضی یہ تھی کہ انہیں وکیل کے ذریعے پیش ہونے کی اجازت دی جانی چاہیے، لیکن انہیں تفصیل سے سمجھایا گیا کہ جہاں تک اس معاملے کو حکومت کی طرف سے دیکھا جا سکتا ہے، اس میں زبانی ثبوت لینا شامل نہیں ہے۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ وہ اس سہولت کے لئے دباؤ نہیں ڈالیں گے۔ تاہم وہ فرد جرم کا تفصیلی جواب دینا چاہیں گے۔ انہوں نے مستقبل میں باقاعدگی سے ذاتی طور پر پیش ہونے کا بھی فیصلہ کیا۔ اس کے بعد مسٹر مہتا نے مدعا علیہ سے اپنا تفصیلی جوابِ دعویٰ داخل کرنے کو کہا اور درحقیقت مدعا علیہ نے اپنا تفصیلی جوابِ دعویٰ داخل کیا جس میں وہ درخواستیں شامل تھیں جن کا ہم پہلے ہی حوالہ دے چکے ہیں۔ 8 نومبر 1951 کو مسٹر مہتا نے مدعا علیہ کو لکھا کہ اگر وہ 20 نومبر 1951 کو زبانی بیان دینا چاہتے ہیں اور جب مدعا علیہ نے ایسا نہیں کیا تو انہیں ذاتی طور پر ان

کی بات سن کر خوشی ہو گی۔ مذکورہ تاریخ کو پیش ہوتے ہوئے مسٹر مہتا نے حکومت کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی تعمیل میں مدعا علیہ کی ناکامی کو ظاہر کرنے والے دستاویزی ثبوتوں کا جائزہ لیا اور 24 نومبر 1951 کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے پایا کہ مدعا علیہ کے خلاف لگائے گئے تین الزامات ثابت ہو گئے ہیں۔ اپنی رپورٹ میں مسٹر مہتا نے کہا کہ مدعا علیہ کا طرز عمل اور وقتاً فوقتاً اس کے ذریعہ ان کی بات چیت میں استعمال کی جانے والی زبان نافرمانی اور غیر ماتحتی کے رویے کو ظاہر کرتی ہے جسے کوئی بھی حکومت اپنے ماتحت افسروں سے برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ اتفاق سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مدعا علیہ کی جانب سے ان سے کی گئی بات چیت کے بارے میں مسٹر مہتا کا تبصرہ ہمیں مکمل طور پر درست معلوم ہوتا ہے لیکن ہماری رائے میں اس معاملے کے اس پہلو کا اس سوال پر کوئی مادی اثر نہیں ہو سکتا جس سے ہمیں تشویش ہے۔ مدعا علیہ کے ذریعہ استعمال کی جانے والی زبان کی بے ضابطگی یا مسٹر مہتا کے سامنے پیش ہونے میں ان کی ہچکچاہٹ پر غور کیے بغیر مذکورہ حکم کی صداقت کا معروضی طور پر فیصلہ کیا جانا چاہئے۔

اپنی رپورٹ میں مسٹر مہتا نے یہ بھی مشاہدہ کیا ہے کہ مدعا علیہ نے ان سے ملاقات کی، انہوں نے انہیں سمجھایا کہ اس معاملے میں کسی زبانی ثبوت کی ریکارڈنگ شامل نہیں ہے کیونکہ یہ صرف دستاویزات پر مبنی ہے۔ مسٹر مہتا نے مزید کہا کہ اس وقت انہیں جو تاثر ملا تھا اس کے مطابق مدعا علیہ اس بات سے مطمئن تھا کہ ان حالات میں وکیل کی مدد غیر ضروری ہے۔ تاہم مدعا علیہ کی جانب سے مسٹر مہتا کو لکھے گئے متعدد خطوط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ زبانی جانچ پر زور دے رہے تھے اور وہ اپنے ڈاکٹروں کا معائنہ کرنا چاہتے تھے تاکہ یہ ظاہر ہو سکے کہ وہ متعلقہ وقت پر اتنے بیمار تھے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں دوبارہ شروع نہیں کر سکتے تھے۔ 2 مارچ 1951 کو مدعا علیہ نے مسٹر مہتا کو خط لکھ کر کہا کہ وہ گواہوں کے خانے میں چند اعلیٰ سرکاری افسروں اور ڈاکٹروں کو شامل کرنا چاہتے ہیں جن سے انہوں نے اپنی بیماری کے بارے میں مشورہ کیا تھا۔ اس سے پہلے 20 جنوری 1951 کو انہوں نے مسٹر مہتا کو خط لکھ کر درخواست کی تھی کہ وہ جی بی سرکولر 13 کے پیراگراف 8(4) کے مطابق زبانی تحقیقات کریں۔ اسی طرح 23 اپریل 1951 کو انہوں نے مسٹر مہتا کو ایک بار پھر مطلع کیا کہ ان کی رائے میں انہیں معطل کرنے کے بعد محکمانہ جانچ کا ادارہ غیر قانونی تھا اور اس سے

وہ شدید مضروب ہوئے اور انہوں نے مزید کہا کہ دفاع میں زبانی اور دستاویزی ثبوت پیش کیے جائیں گے۔

ایسا لگتا ہے کہ مسٹر مہتا نے مدعاعلیہ کو سمجھایا کہ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے، اس نے اپنا کیس صرف دستاویزات پر منحصر کیا اور کسی گواہ سے پوچھ گچھ کرنا ضروری نہیں سمجھا، اور اس کے بعد مدعاعلیہ نے اتفاق کیا کہ اسے وکیل کی مدد کی سہولت کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن 21 ستمبر 1951 کو فردِ احکامات میں مسٹر مہتا کے تبصروں اور ان کی رپورٹ میں ان کے ذریعہ کئے گئے تبصروں سے یہ واضح ہے کہ مدعاعلیہ نے مسٹر مہتا سے صرف ایک بات پر اتفاق کیا کہ انہیں محکمانہ جانچ میں وکیل کی مدد کی اجازت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اس معاملے کے ریکارڈ کا بغور جائزہ لیا ہے اور ہمیں یہ ماننے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا کہ مدعاعلیہ نے کسی بھی وقت زبانی جانچ کے مطالبے کو اس معنی میں ترک کر دیا کہ اسے اپنی درخواست کی حمایت میں اپنے ڈاکٹروں کا حوالہ دینے کی اجازت دی جانی چاہئے کہ اس کی ڈیوٹی دوبارہ شروع کرنے میں ناکامی اس کی خراب صحت کی وجہ سے تھی۔ ان کے خلاف الزام یہ تھا کہ انہوں نے جان بوجھ کر حکومتی احکامات کی نافرمانی کی تھی، اور یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس الزام کو مدعاعلیہ یہ دکھا کر پورا کر سکتا تھا کہ اگرچہ اس نے احکامات کی نافرمانی کی، لیکن نافرمانی کسی بھی طرح سے جان بوجھ کر نہیں کی گئی تھی کیونکہ اس کے ڈاکٹروں نے اسے بستر پر لیٹنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور اس طرح غور کیا جاتا ہے کہ طبّی ثبوت پیش کرنے کی ان کی خواہش کو تفتیش کو طول دینے کے لئے محض ایک دھوکہ نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مدعاعلیہ نے اپنے گواہوں کی فہرست نہیں دی۔ لیکن انہوں نے مسٹر مہتا کو لکھے گئے خط میں اپنے ڈاکٹروں کا نام لیا تھا، اور درحقیقت مسٹر مہتا نے ان گواہوں کے ثبوت لینے کے لئے کبھی کوئی تاریخ طے نہیں کی تھی جن سے مدعاعلیہ پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے۔ اگر مسٹر مہتا نے مدعاعلیہ سے کہا ہوتا کہ وہ ایک مقررہ تاریخ پر اپنے گواہوں کے ثبوت لیں گے اور مدعاعلیہ اپنے گواہوں کے ساتھ مذکورہ تاریخ پر پیش ہونے میں ناکام رہا ہے، تو یہ بالکل مختلف معاملہ ہوتا۔ لٰہذا، موقف یہ ہے کہ مسٹر مہتا نے زبانی تفتیش نہیں کی اور مدعاعلیہ کو اپنے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے کا موقع نہیں دیا اور اس لیے ہمارے فیصلے سے جو سوال پیدا

ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا مسٹر مہتا کی زبانی جانچ کرنے میں ناکامی آرٹیکل 311 کے معنی کے اندر مدعاعلیہ کو معقول موقع دینے میں ناکامی کے مترادف ہے ؟

آرٹیکل 311(2) کے تقاضوں پر اس عدالت نے کئی مواقع پر غور کیا ہے۔ متعلقہ وقت میں آرٹیکل 311(2) میں یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ جس شخص پر آرٹیکل 311 لاگو ہوتا ہے اسے اس وقت تک برطرف یا عہدے سے ہٹایا یا کم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے اس کے بارے میں مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع نہ دیا جائے۔ یہ ایک عام بنیاد ہے کہ جبری ریٹائرمنٹ کا متنازعہ حکم آرٹیکل 311(2) کی دفعات کی طرف راغب کرتا ہے۔ اگر ایسا لگتا ہے کہ مدعاعلیہ کے خلاف ہونے والی محکمانہ جانچ کو عملی جامہ پہنانے والے متعلقہ قانونی قاعدے نے تفتیشی افسر پر یہ لازمی قرار دیا ہے کہ اگر مدعاعلیہ اس طرح کا مطالبہ کرتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جانچ افسر کی اس طرح کی زبانی جانچ کرنے میں ناکامی جانچ میں سنگین کمزوری پیدا کرے گی اور واضح طور پر درخواست گزار کی جانب سے جواب دینے میں ناکامی کے مترادف ہوگی۔ جواب دہندہ کے لئے معقول موقع. فاضل اٹارنی جنرل کے اس موقف سے اختلاف نہیں ہے اور یہ حقیقت میں اچھی طرح سے طے شدہ ہے۔ لہٰذا، جس تنگ سوال کا جواب ہمیں خود اٹھانا چاہیے، وہ یہ ہے کہ کیا مسٹر مہتا پر زبانی جانچ کرنا اور مدعاعلیہ کو زبانی ثبوت پیش کرنے اور اپنے ڈاکٹروں کا معائنہ کرنے کا معقول موقع دینا واجب تھا۔ ہم اس اپیل کے مقصد سے یہ اخذ کریں گے کہ کسی بھی معاملے میں حکومت صرف دستاویزات کی بنیاد پر فردِ جرم افسر کے خلاف اپنا مقدمہ دائر کرنے میں حق بجانب ہوگی اور کسی گواہ سے پوچھ گچھ کرنے کی پابند نہیں ہوگی، حالانکہ ہم اتفاق سے دیکھ سکتے ہیں کہ ایسے معاملوں میں بھی اگر افسر چاہتا ہے کہ جن افراد کی رپورٹس یا احکامات پر اس کے خلاف بھروسہ کیا جا رہا ہے، ان سے جرح کی جائے۔ اس بات پر غور کرنا پڑ سکتا ہے کہ آیا افسر کو ایسا موقع نہیں دیا جانا چاہئے۔ لیکن اس معاملے کے اس پہلو پر ہم موجودہ اپیل میں غور نہیں کریں گے۔ لہٰذا، اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حکومت مدعاعلیہ کے خلاف لگائے گئے الزامات کی حمایت میں گواہوں سے پوچھ گچھ سے دستبردار ہو سکتی ہے، تو کیا متعلقہ قاعدہ تفتیشی افسر پر زبانی تفتیش کرنا اور مدعاعلیہ کو اپنے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے کا موقع دینا لازمی بناتا ہے یا نہیں؟

یہ سوال سول سروس (درجہ بندی، کنٹرول اور اپیل) قواعد کے قاعدہ 55 کی تعمیر پر غور کیا جاتا ہے۔ یہ قاعدہ اس طرح ہے:

"پبلک سرونٹس انکوائری ایکٹ، 1850 کی دفعات کے خلاف تعصب کے بغیر، سروس کے کسی رکن کو برطرفی، ہٹانا یا عہدے میں کمی کا کوئی حکم جاری نہیں کیا جائے گا (حقائق پر مبنی حکم کے علاوہ جس کی وجہ سے فوجداری عدالت یا کورٹ مارشل کی طرف سے سزا سنائی گئی ہے) جب تک کہ اسے تحریری طور پر اس بنیاد کے بارے میں مطلع نہ کیا گیا ہو جس کی بنیاد پر کارروائی کرنے کی تجویز ہے، اور اپنے دفاع کا مناسب موقع فراہم کیا گیا ہے۔ جس بنیاد پر کارروائی کرنے کی تجویز دی گئی ہے اسے ایک مخصوص الزام یا الزامات کی شکل میں کم کیا جائے گا، جس کے بارے میں فرد جرم عائد کیا جائے گا: فرد پر الزامات کا بیان جس پر ہر الزام مبنی ہے اور کسی بھی دوسرے حالات کا بیان جس پر معاملے پر احکامات جاری کرتے وقت غور کرنے کی تجویز ہے۔ اسے مناسب وقت کے اندر اپنے دفاع کا تحریری بیان پیش کرنے اور یہ بتانے کی ضرورت ہوگی کہ آیا وہ ذاتی طور پر سنا جانا چاہتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ چاہتا ہے یا اگر متعلقہ اتھارٹی اس کی ہدایت کرتی ہے تو زبانی جانچ کی جائے گی۔ اس جانچ کے دوران ایسے الزامات کے بارے میں زبانی ثبوت سنے جائیں گے جو قبول نہیں کیے گئے ہیں، اور ملزم شخص گواہوں سے جرح کرنے، ذاتی طور پر گواہی دینے اور ایسے گواہوں کو طلب کرنے کا حق دار ہوگا، بشرطیکہ تفتیش کرنے والا افسر، خصوصی اور کافی وجہ سے تحریری طور پر ریکارڈ کیا جا سکے، گواہ کو بلانے سے انکار کریں۔ کارروائی میں ثبوتوں کا کافی ریکارڈ اور نتائج اور اس کی بنیاد کا بیان شامل ہوگا۔"

ایسا لگتا ہے کہ مدھیہ پردیش کی حکومت نے اس قاعدے کی وضاحت کرتے ہوئے ایک سرکولر جاری کیا تھا۔ سرکولر میں قاعدہ 8 شامل ہے جو متعلقہ ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ زبانی تفتیش سے متعلق شقوں پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اگر ملزم چاہتا ہے کہ زبانی تحقیقات کی جائے تو محکمانہ تحقیقات کرنے والے اتھارٹی کے پاس اس سے انکار کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے مکمل طور پر نہیں تو کافی حد تک اس اصول پر اپنے نتیجے کی بنیاد رکھی ہے۔ ہم اس راستے کو اپنانے کی تجویز نہیں رکھتے ہیں. یہ قاعدہ حکومت کی طرف سے

جاری کردہ سرکولر سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے اور ہم اس سوال کی جانچ کرنے کی تجویز نہیں رکھتے ہیں کہ آیا اس میں قانونی قاعدے کی طاقت ہے یا نہیں۔ لہٰذا ہمارا فیصلہ سول سروس رولز کے قاعدہ 55 کی تعمیر پر مبنی ہوگا جو تسلیم شدہ طور پر لاگو ہوتا ہے اور جو تسلیم شدہ طور پر ایک قانونی قاعدہ ہے۔

اس قاعدے کی متعلقہ شق میں کہا گیا ہے کہ فرد جرم میں شامل افسر کو مناسب وقت کے اندر اپنے دفاع کا تحریری بیان پیش کرنے اور یہ بتانے کی ضرورت ہوگی کہ آیا وہ ذاتی طور پر سنا جانا چاہتا ہے یا نہیں۔ موجودہ کارروائی میں اس شق کی تعمیل کی گئی ہے۔ مسٹر مہتا نے مدعاعلیہ کو 20 نومبر 1951 کو ذاتی طور پر پیش ہونے کا نوٹس دیا اور مدعاعلیہ اس تاریخ کو پیش نہیں ہوئے۔ یہ اگلی شق ہے جس پر موجودہ اپیل کا فیصلہ منحصر ہے۔ اس شق میں کہا گیا ہے کہ اگر وہ، یعنی فرد جرم شدہ افسر، چاہے یا متعلقہ اتھارٹی اس کی ہدایت کرے، تو زبانی جانچ کی جائے گی۔ ہماری رائے میں، یہ واضح ہے کہ اگر متعلقہ اتھارٹی ہدایت دے، یا فرد جرم شدہ افسر چاہے تو زبانی جانچ کی ضرورت ہوگی۔ درحقیقت، یہ تقاضا واضح طور پر قدرتی انصاف اور منصفانہ طریقے پر مبنی ہے. فرد جرم شدہ افسر اپنی عرضی کی حمایت میں اپنا ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے، تو یہ واضح طور پر ضروری ہے کہ اسے اس طرح کے ثبوت پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ لہٰذا ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوتی کہ ایک بار جب مدعاعلیہ نے مسٹر مہتا کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنی درخواست کی حمایت میں ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی سرکاری احکامات کی مبینہ نافرمانی جان بوجھ کر نہیں کی گئی تھی، تو مسٹر مہتا پر یہ لازم تھا کہ وہ اس طرح کے زبانی ثبوت ریکارڈ کرنے کے لئے ایک تاریخ طے کریں اور اس سلسلے میں مدعاعلیہ کو مناسب اطلاع دیں۔

یہ سچ ہے کہ تفتیشی افسر جس زبانی تفتیش کا پابند ہوتا ہے اسے وہ اپنی صوابدید پر اچھی طرح سے منظم کر سکتا ہے۔ فرد جرم شدہ افسر غیر متعلقہ انداز میں محکمانہ گواہوں سے جرح شروع کر دے تو اس طرح کی جرح کا معائنہ اور قابو کیا جا سکتا ہے۔ اگر افسر ایسے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے جن کے ثبوت تفتیشی افسر کے سامنے مکمل طور پر غیر متعلقہ نظر آتے ہیں تو تفتیشی افسر ایسے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے، اسے اپنی خاص اور کافی وجوہات کو ریکارڈ کرنا ہوگا. دوسرے لفظوں میں، فرد جرم

شدہ افسر کو محکمانہ گواہوں سے جرح کرنے یا اپنے گواہوں سے پوچھ گچھ کرنے کا حق دیا گیا ہے، جس کا قانونی طور پر تفتیشی افسر کے ذریعہ جائزہ لیا جاسکتا ہے اور اسے کنڑول کیا جاسکتا ہے۔ وہ جانچ کو اس طرح انجام دینے میں حق بجانب ہوگا کہ اس کی کارروائی کو غیر ضروری یا جان بوجھ کر طول دینے کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن، ہماری رائے میں، اس دلیل کو قبول کرنا ناممکن ہوگا کہ فرد جرم شدہ افسر زبانی ثبوت پیش کرنا چاہتا ہے، تو تفتیشی افسر یہ کہہ سکتا ہے کہ افسر کے خلاف لگائے گئے الزامات کو دیکھتے ہوئے، وہ کوئی زبانی تفتیش نہیں کرے گا۔ موجودہ کیس میں مدعا علیہ جن گواہوں سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے انہوں نے بلا شبہ متعلقہ ثبوت دیے ہوں گے۔ اگر مدعا علیہ کا علاج کرنے والے ڈاکٹر آتے اور تفتیشی افسر کو بتاتے کہ مدعا علیہ کی حالت اتنی خراب ہے کہ وہ کام شروع نہیں کر سکتا ہے، تو بلاشبہ یہ فیصلہ کرنے میں ایک متعلقہ اور مادی حقیقت ہوتی کہ آیا مدعا علیہ کے خلاف لگائے گئے الزامات ثابت ہوئے ہیں یا نہیں۔ بھلے ہی ہم اس تفتیش کے دوران مدعا علیہ کے رویے کو ناپسند کریں اور اس کی مذمت کریں۔ غیر معمولی الفاظ کا استعمال کرنے اور تفتیشی افسر کو لکھے گئے اپنے خط میں غیر معقول بحث کرنے کی وجہ سے، حقیقت اب بھی برقرار ہے کہ وہ اپنے ڈاکٹروں کا معائنہ کرنا چاہتے تھے، اور اگرچہ انہوں نے مسٹر مہتا کو مطلع کیا کہ وہ اپنے ڈاکٹروں کا معائنہ کرنا چاہتے ہیں، مسٹر مہتا انہیں ایسا کرنے کا موقع دینے میں ناکام رہے۔ ہماری رائے میں اس سے پوری جانچ میں ایک مہلک کمزوری پیدا ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مدعا علیہ کو آرٹیکل 311(2) کے تحت اپنا دفاع کرنے کا معقول موقع نہیں دیا گیا ہے۔ معاملے کے اس نقطہ نظر پر، اس بات پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا ہائی کورٹ نے اپنے دوسرے نتائج میں درست کہا تھا کہ اپیل کنندہ کی طرف سے مدعا علیہ کو دیا گیا دوسرا نوٹس ناقص تھا اور یہ کہ 'حتمی حکم بھی ناقص تھا کیونکہ ایسا نہیں لگتا تھا کہ اپیل کنندہ نے مدعا علیہ کی نمائندگی کو مد نظر رکھا تھا۔

فاضل اٹارنی جنرل کی جانب سے اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مسٹر مہتا کے ذریعہ کی گئی جانچ قاعدہ 55 کی لازمی شق کی خلاف ورزی ہے تو ہائی کورٹ کا فیصلہ صرف اسی بنیاد پر برقرار رہ سکتا ہے۔

نتیجے میں، اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کردی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document